© rasailojaraid.com

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شام میں مسلمانوں کی نسل کشی ۔۔ لمحہ فکریہ!

شام قدیم ترین تہذیبوں کا مرکز رہا ہے۔ ڈھائی ہزار سال قبل مسیح یہاں کنعانیوں، عبرانیوں، اسیریائی اور بابل کے لوگوں کا مختلف اوقات میں قبضہ رہا ہے۔ یہاں سامی تہذیب کے آثار بھی دریافت ہوئے ہیں۔ بعد کی تہذیبوں میں رومیوں بازنطینیوں، یونانیوں، ایرانیوں نے بھی شام پر قبضہ کیا اور حکومتیں کیں۔ شام کی سرزمین پر قبضہ کے لیے صدر اسلام میں دو بڑی طاقتوں روم اور فارس میں عظیم معرکے ہوئے۔ کبھی رومی غالب ہوئے تو کبھی فارس فتح مند ہوا۔ اس کا تذکرہ سورۃ الروم میں اللہ تعالیٰ کرتے ہیں۔ ''آلم . غلبت الروم . فی ادنی الارض وھم من بعد غلبھم سیغلبون . فی بضع سنین وللہ الامر من قبل ومن بعد ویومئذ یفرح المومنون '' یہ ارض شام و فلسطین پر رومی اور فارسی غلبے کا تذکرہ ہے۔ اور مومن رومیوں کی فتح پر خوشی کا اظہار کریں گے۔ کیونکہ وہ فارسیوں ''جو کہ مجوسی مشرک ہیں'' کہ مقابلے میں توحید پرست تھے۔

نبی کریم ﷺ نے بھی شام کے حکمران ہرقل کو اسلام کی دعوت دی تھی۔ وہ اسلام کی حقانیت سے بخوبی آگاہ تھا۔ مگر بادشاہت کے چھن جانے کے خوف سے ایمان نہ لایا۔ شام کے بارے میں بعض فضائل حدیث میں موجود ہیں۔ ایک حدیث میں آپ ﷺ نے تین مرتبہ شام کے لیے بشارت دی۔ اصحاب رسول ﷺ نے استفسار کیا تو فرمایا کہ شام کو فرشتوں نے اپنے پروں سے ڈھانپ رکھا ہے۔

خلافت راشدہ کے عہد میں فتوحات کا سلسلہ شروع ہوا۔ تو سیدنا حضرت عمر بن خطابؓ نے خالد بن ولیدؓ اور ابو عبیدہ بن جراحؓ کو روانہ کیا۔ یرموک کا عظیم معرکہ رونما ہوا۔ اور مسلمانوں نے 636 عیسوی کو دمشق فتح کر لیا۔ دمشق بنو امیہ کا پایہ تخت رہا۔ اور عباسیوں کے انقلاب کے بعد دارالخلافہ دمشق سے بغداد چلا گیا۔ لیکن مملوکوں کے دور 1260 میں دمشق دوبارہ مسلمانوں کا دارالخلافہ قرار پایا۔ 1400 عیسوی میں امیر تیمور نے دمشق کو تباہ و برباد کیا اور یہاں سے نابغہ روزگار ہستیوں اور ہنرمندوں کو گرفتار کر کے سمرقند لے گیا۔ اور دمشق 1900 عیسوی تک خلافت عثمانیہ کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تحت رہا۔پہلی جنگ عظیم کے بعد جب خلافت عثمانیہ ختم ہوئی تو1918 میں فرانس اور برطانیہ نے شام پر قبضہ کرلیا۔اور بعد میں ایک معاہدے کے تحت شام مکمل طور پر فرانس کے قبضے میں چلا گیادوسری جنگ عظیم میں فرانس پر جرمن نے قبضہ کرلیا۔لیکن بدقسمتی سے شام پھر بھی آزادی حاصل نہ کرسکا۔

آزادی کی تحریک چلی آخرکار1946 کوفرانس نے شام کوآزادی دے دی۔لیکن سامراجی قوتوں نے اپنی مداخلت جاری رکھی۔اور بار بار فوجی بغاوتیں ہوتی رہیں۔اورآخرکار بعث پارٹی نے شام پر مکمل قبضہ کرلیا۔حافظ الاسد شام کے صدر منتخب ہوئے۔یہ درندہ صفت وحشی انسان کے روپ میں مسلمانوں پر مسلط ہوا۔اوراپنی خون ریزی اور ظلم وستم کی بدولت شامی مسلمانوں پر فرعون بن کر حکومت کرتا رہا۔یہ اس قدر ظالم تھا کہ اس کے خلاف اٹھنے والی کوئی آواز دبادی جاتی اوراس پورے شہرکوتہس نہس کردیا جاتا۔1980 میں حلب اور1986 میں حماۃ کوملیامیٹ کردیا گیا۔اس دور میں ذرائع ابلاغ اتنے آزاداورخودمختار نہ تھے۔جس کی وجہ سے بیرونی دنیااس وحشیانہ بمباری سے آگاہ نہ ہوسکی۔اس میں ہزاروں مردوزن اور بچے لقمہ اجل بنے۔اور یہ قتل عام بھی صرف سنی مسلمانوں کا ہوا۔حافظ الاسد کا دور اقتدار بہت سفاکانہ اور ظالمانہ تھا۔لوگ خوف کے مارے حکومت کی پالیسیوں پر بات نہیں کرسکتے تھے۔سن 2000 کوحافظ الاسد کا انتقال ہوا۔لیکن اس کے مرنے کے بعد بھی شامی مسلمانوں کوآزادی نصیب نہ ہوئی۔حافظ الاسد کا بیٹابشارالاسد نے اقتدار سنبھالا۔تو وہ اپنے باپ سے بھی دوقدم آگے نکلا۔اوراس نے وہ تمام حدیں پار کرلیں۔اورانسانیت کے دائرے سے باہر نکل گیا۔

شام میں اس وقت 85% فیصد سنی مسلمان ہیں۔جبکہ 15% فیصد عیسائی،علوی،دروزی،یہودی ہیں۔لیکن بدقسمتی سے علوی اقلیت میں ہونے کے باوجود سنی مسلمانوں پر زبردستی مسلط ہیں۔ظلم اور جبر کے ساتھ ان پر حکومت کررہے ہیں۔نظریاتی طور پر بعث پارٹی شوسلٹ ہے۔اور روس سے گہرا تعلق ہے۔اشتراکیت کے علم بردار ہونے کی وجہ سے آج بھی روس ان کی پشت پناہی کررہا ہے اور افغانستان میں اپنی شکست کا بدلہ لینے کے لیے شام کی ظالمانہ حکومت کے ساتھ مل کر مسلمانوں کوقتل کررہا ہے۔

بحیرہ روم کے کنارے موجود یہ ملک قدرتی دولت تیل سے مالا مال ہے۔لیکن نالائق اور ناتجربہ کارحکمرانوں کی بدولت اس سے فائدہ نہ اٹھاسکا۔شام کا ایک تہائی حصہ زرخیز ہے۔اوردریائے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فرات اس کو سیراب کرتا ہے یہاں کثرت کے ساتھ پھل، سبزیاں اور دیگر اجناس پیدا ہوتی ہیں۔ انجیر اور زیتون اہم پھل ہے۔ اس کے اہم شہروں میں دمشق، ورعا، سویدا، حمص، طرطوس، حماہ، حلب قابل ذکر ہیں۔

بشار الاسد نے 16 جون 2006 کو ایران کے ساتھ ایک دفاعی معاہدہ کیا۔ یہ معاہدہ اس لحاظ سے انتہائی خطرناک ہے کہ اس میں فوجیوں کے تبادلے کے ساتھ ہتھیاروں کا تبادلہ بھی شامل ہے۔ شام کے بارے میں بعض لوگ یہ گمان کرتے ہیں۔ کہ وہ فلسطین کی آزادی کا حامی ہے اور اسرائیل کا دشمن ہے۔ لیکن حقائق اس کے برعکس ہیں۔

شام کا منافقانہ رویہ اور دوہرا چہرہ پوری دنیا دیکھ چکی ہے۔ 9/11 کے بعد شام واحد ملک ہے جس نے امریکہ سے خفیہ ڈیل کی۔ اور القاعدہ کے بارے میں معلومات امریکہ کو فراہم کیں۔ القاعدہ سے تعلق کے شبہ میں بہت سے نوجوانوں کو امریکہ کے حوالہ کیا۔ اور بعض کو قید و بند میں سخت سزائیں دیں۔ عراق پر امریکی حملہ میں شام نے امریکہ کی بھرپور مدد کی۔ اور خاص کر امریکی خفیہ اداروں کے لیے جاسوسی کا کام کیا۔ اور آج بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔ باخبر لوگ جانتے ہیں۔ دو سال سے جاری اس مزاحمتی تحریک کو کچلنے میں جہاں دیگر ممالک کا تعاون حاصل ہے۔ وہاں امریکہ ہی درپردہ موجودہ حکومت کا ساتھ دے رہا ہے۔

یہ کہنا قطعا درست نہیں کہ شام کو فلسطین کی حمایت کی سزا دی جارہی ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ شام شروع دن سے حماس کا مخالف ہے۔ اور وہ نہیں چاہتا کہ حماس فلسطین میں حکومت قائم کریں۔ یہی وجہ ہے کہ حماس کے ممتاز لیڈر خالد مشعل نے شام کی موجودہ صورت حال میں شامی حکومت کی حمایت سے انکار کر دیا۔ اور انکار کی وجہ سے ایران بھی حماس کی حمایت اور تعاون سے دست کش ہو گیا۔ اگر حماس شام کی ظالمانہ پالیسیوں کی حمایت کرتا۔ تو پھر ایران اپنا تعاون جاری رکھتا۔

شام کے بحران میں سب سے گھناؤنا کردار ایران کا ہے۔ جو شام میں مسلمانوں کی نسل کشی میں کلیدی کردار ادا کر رہا ہے۔ اس کے گماشتے جدید اسلحہ کے ساتھ شام کے شہروں میں دندناتے پھر رہے ہیں۔ اور چن چن کر مسلمانوں کو موت کے گھاٹ اتار رہے ہیں۔ بچوں اور عورتوں کے ساتھ بہیمانہ سلوک کرتے ہیں۔ قتل سے قبل عورتوں کی عصمت دری کی جاتی ہے۔ اور پھر بے دردی سے قتل کر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دیا جاتا ہے۔نہایت معتبر ذرائع ابلاغ نے بار ہا یہ خبر دی کہ شام میں بشار الاسد کی طرف سے مزاحمت کرنے والوں کی اکثریت فارسی بولنے والوں کی ہے۔اور یہ لوگ بڑی سفا کی کے ساتھ مسلمانوں کو قتل عام کر رہے ہیں۔اور اب تک ایک لاکھ سے زائد مسلمان مرد عورتیں اور بچے لقمہ اجل بن چکے ہیں۔ایران کی دوغلی اور منافقانہ کردار پر لوگ حیران ہیں۔ایک طرف دنیا میں برپا ہونے والی مزاحمتی تحریکوں کی حمایت کرتا ہے۔اور خصوصاً بحرین میں بھی بعض شرپسندوں کی پشت پناہی کرتا رہا ہے۔اور اس نام نہاد تحریک کو ان کا بنیادی حق قرار دیتا رہا ہے۔لیکن شام میں اکثریت پر مبنی لوگوں کے خون سے اپنے ہاتھ رنگ رہا ہے۔اس پر بس نہیں۔بلکہ لبنان کی حزب اللہ جو دراصل ایران کی آشیر باد سے دہشت گرد تنظیم بن چکی ہے۔پوری قوت سے شامی مسلمانوں کو قتل میں تعاون کر رہی ہے۔اگر ایران یہ سمجھتا ہے کہ مزاحمتی تحریک کا سب کو حق حاصل ہے تو اسے شام کے مسلمانوں کا حق فوراً تسلیم کرتے ہوئے اپنے پالتو غنڈوں کو واپس لانا چاہیے۔ایران اگر اپنی فوج واپس بلالے۔تو شام پر غاصبانہ قبضہ کرنے والے بشار الاسد ایک لمحہ بھی اقتدار میں نہ رہ سکے گا۔مگر ایران اس خطے میں اپنی تھانیداری قائم کرنا چاہتا ہے۔اسے معلوم ہے کہ شامی حکومت کے گرنے سے ایران کا پورے خطے پر اثر رسوخ ختم ہو جائے گا۔اور اسے شدید سیاسی شکست ہوگی۔جو کہ اب اس کا مقدر بن چکی ہے۔ان شاء اللہ

شام میں جاری آزادی کی تحریک وہاں کے 85% فیصد مسلمانوں کا بنیادی حق ہے۔جسے تسلیم کیا جانا چاہیے۔اس کے بغیر وہاں امن ممکن نہیں۔اور جو حکومتیں اس کی حمایت کر رہی ہیں۔ان کا مقصد امن کے سوا کچھ نہیں۔وہ چاہتی ہیں کہ قتل وغارت گری ختم ہو۔اور جو لوگ بے گھر ہوئے ہیں۔اپنے گھروں کو لوٹ آئیں۔اس وقت کم وبیش 20 لاکھ شامی ترکی، لبنان اور اردن میں پناہ گزین ہو چکے ہیں۔جو بنیادی ضرورتوں سے محروم ہیں۔سعودی حکومت انسانی ہمدردی کی بنیاد پر ان کی مدد کر رہی ہے۔اسی طرح ترکی نے بھی اپنے دروازے ان کے لیے کھول دیئے ہیں۔اور ان مہاجرین کی ہر ممکن مدد کر رہا ہے۔

اگر آج ہم شامی مسلمانوں کی حمایت نہیں کریں گے تو آئندہ کسی بھی ایسی تحریک کی حمایت کا اخلاقی جواز کھو بیٹھیں گے۔جو آزادی کی خاطر مزاحمت کر رہے ہوں۔مثلاً کشمیر میں مسلمانوں کی اکثریت آزادی کی جنگ لڑ رہی ہے۔اور اسی طرح افغانستان میں مسلمانوں کی اکثریت امریکہ سے

© rasailojaraid.com